ASL, 121	Bijli fees ke Barey Men Chand Hazaig (Urdu) (05 Pages) Govt Press Srinagar
ASL-122	Hazrat Bahuddin Naqshband ki Alamgir Shakhsiyat حضرت بہاالدین نقشبند کی عالمگیر شخصیت Bazm-i-Naqshbandya 1974 — 24 Pages.
ASL - 123	Falsafa Miraj فلسفۂ معراج Pirzada Badruddin (Muslim Youth federation) 1397 H — 1977 AD Mercantile Press Srinagar 16 Pages

۷۸۶

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

{سلسلۂ اشاعت نمبر ۴۱/۸}

فلسفۂ معراج

از قلم
پیرزادہ بدرالدّین سرپرست مُسلم تُوتھ فیڈریشن

حسب اِرشاد

جناب محترم سیّد نورُالدّین صاحب گیلانی

سرپرست جمعیتِ مُحبّانِ اولیا جمّوں و کشمیر

جس کو

نِثار احمد سنگین دُکان دارِ زینہ کدل سری نگر نے شائع کیا

[آٹھواں ایڈیشن ۲۱ ماہِ رجب المرجب ۱۳۹۷ھ مطابق ۸ جولائی ۱۹۷۷ء کو

سیّد کمال الدین کاظمی نے مرکنٹائل پریس سری نگر میں چھپوایا]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خداوندِ کریم کی ذاتِ مقدس کا وجود جسمانی نہیں جو اِن مادی آنکھوں سے دیکھا جائے۔ اس لئے فرمانِ الٰہی کے مطابق با ایمان بندوں کی تعریف میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ یُؤمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وہ مشاہدہ کے بغیر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لاتے ہیں۔ اس کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں۔ عام طور پر با ایمان بندوں نے ذاتِ الٰہی کا مشاہدہ نہیں کیا۔ انھوں نے انبیائے کرام، مرسلینِ عظام کی شہادت پر ہی تصدیق کی۔ انبیائے کرام اور مرسلین نے علمی اور عقلی دلائل اور براہین سے عوام کو ذاتِ الٰہی تسلیم کرنے کے بارے میں مطمئن کیا۔ اجرامِ فلکی، نظامِ شمسی، زمین میں اس کی مصنوعات، مناظرِ قدرت اور لاتعداد نعمتیں پیش کر کے قوتِ استدلال سے یہ سمجھایا کہ اتنا بڑا کارخانہ اور اتنی وسیع تعمیر کسی معمارِ حقیقی کے بغیر اس انداز میں وجود میں نہیں آسکتی اور نہ ہی قائم رہ سکتی ہے!

انبیاء، مرسلین اور علمائے عاملین کی اس شہادت سے علم الیقین کی سطح پر خداوند کریم کا وجود حضرتِ انسان تسلیم کر لیتا ہے لیکن شکوک و شبہات سے یہ منزل خالی نہیں۔ عربی میں محاورہ ہے: لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَۃ۔ سُننا دیکھنے کے مانند نہیں ہے۔ اس لئے علمائے ظاہر یُؤمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ، غیب پر ایمان لانے کی وجہ سے علم الیقین کی منزل میں رہے۔

دُنیا میں ایک ایسا خاص طبقہ بھی گزرا ہے جن کے دِلوں میں اس بات کا عِشق پیدا ہوا کہ ہم ذاتِ الٰہی کی حقیقت دریافت کر لیں۔ اس امر کا ذاتی مُشاہدہ کریں کہ اس کی حقیقت کیا ہے؟ اگر اس کا جسمانی وجود نہیں اور ان مادّی اور جسمانی آنکھوں سے نظر نہیں آتا تو آخر وہ کون سا ذریعہ ہے جس کی بدولت انبیأ اور مُرسلین نے اس کا مشاہدہ کیا اور اس کے موجود ہونے کی شہادت دی۔ شہادت وہ شخص دے سکتا ہے جس نے بذاتِ خود کسی چیز کا مشاہدہ کیا ہو یا محسوس کیا ہو۔ یہ طبقہ جو بذاتِ خود مُشاہدۂ ذاتِ الٰہی کا عاشق ہوتا ہے اور اولیأ اللہ کے نام سے معروف ہے، اس نام کے علاوہ سالک، عارف، صوفی قطب، غوث، ابدال اور دیگر ناموں سے پکارے جاتے ہیں۔ عِلم جاننے کو، اور عالِم جاننے والے کو کہتے ہیں۔ معرفت، عرفان پہچاننے کو، اور عارف پہچاننے والے کو کہتے ہیں۔ عالِم کا عِلم الیقین تک ہی دائرہ محدود ہوتا ہے، عارف کو عین الیقین (مُشاہدہ) کی منزل حاصل ہوتی ہے۔ اس بات کو اس مثال سے زیادہ واضح کیا جا سکتا ہے کہ ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ مکہ شریف اور مدینہ پاک دو شہر ہیں لیکن آنکھوں سے مُشاہدہ نہیں کیا ہے، اس لئے یہ یقین، عِلم الیقین کی منزل میں ہے اور ایک حاجی صاحب جس نے بچشمِ خود مُشاہدہ کیا ہو، اس نے عین الیقین کا درجہ حاصل کیا۔ یہی حال ذاتِ الٰہی کے سمجھنے کا ہے۔ علمائے کرام خداوند کریم کی وحدانیت کا عِلم کتابوں سے حاصل کرتے ہیں، اس لئے توحید کی حقیقت کو وہ اس طرح نہیں سمجھ سکتے جس طرح وہ شخص ذاتِ الٰہی کا مشاہدہ کرتا ہے جس کو عین الیقین کی نعمت کا شرف حاصل ہو۔ خداوند کریم کے بارے میں مندرجہ ذیل آیات کا

عملی مشاہدہ اُس کو حاصل ہوتا ہے جسے معرفتِ الٰہی حاصل ہو۔ (۱) وَسِعَ کُرسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ خُداوند کریم کی کُرسی تمام آسمان اور زمین ہیں ہے (۲) وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ میں سانس کی رگوں سے قریب ہوں۔ لیکن مادی بصارت کی بجائے بصیرتِ قلبی سے ہی اس بات کا مشاہدہ ہو سکتا ہے واللّٰہُ علےٰ کُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا۔ اللہ تعالےٰ کائنات کی تمام اشیاء پر محیط ہے۔ اللّٰہ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ خداوند کریم تمام آسمانوں اور زمینوں کی روشنی ہے۔ یہ آیات علمائے ظاہر کو علم الیقین کی بنا پر سمجھ میں نہیں آتیں۔ اَلرَّحْمٰنُ علےٰ العرش استویٰ۔ خداوند کریم عرشِ معلےٰ کے ساتھ کس طرح وابستہ ہے عرشِ مجید کی حقیقت کیا ہے۔ کتابی علم سے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اگر خداوند کریم سانس کی رگوں سے زیادہ قریب ہے، وہ تمام ذرات کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ وہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ اینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ۔ جس طرف تم مشاہدہ کروگے تو ذاتِ الٰہی کا جلوہ ہے۔ تو یہاں پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کو شرف اور دیدارِ الٰہی حاصل کرنے کے لیئے اجرامِ فلکی اور آسمانوں کا کیوں سفر کرنا پڑا۔ جبرئیل امین ؑ یہ وحی کہاں سے لے کر آتا ہے؟ جب اللہ کی کرسی بیٹھنے کی جگہ تمام زمین و آسمان ہے وَسِعَ کُرسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تو انٹرویو (معراجِ مقدس) کے لیئے دربارِ الٰہی کہاں منعقد ہوا؟ قابَ قوسین عرشِ مجید سے کیا مطلب؟ اور ایسے لوگ جو وہابی ہوں، وہ توحید کو مادی نقطۂ نگاہ سے سوچتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح ہم واحد جمع کا تصور کرتے ہیں، اس طرح خداوند کریم پر وحدت، کثرت، واحد جمع لاگو ہوتا ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ عرشِ مجید آسمان پر کوئی مکان ہوگا جس پر ان کے اندازے کے مطابق کوئی شاہی تخت ہوگا اور وہاں اللہ بغیر کسی شریک مصاحب کے

تشریف فرما ہوگا۔ اس کے بغیر توحید ان کی سمجھ میں نہیں آتا۔ حقیقت میں توحید، ذاتِ الٰہی، حقیقتِ خدا کا سمجھنا کوئی آسان کام نہیں۔ علمائے کرام، جنھوں نے کتابی دُنیا کی سیر کی، ان کی قیاس آرائیاں ہیں۔ توحیدِ باری، الفاظ، منطقی دلائل، براہین اور گفتار سے سمجھ میں نہیں آتا۔ نہ ہی مادّی آنکھوں سے اس کا دیکھنا ممکن ہے، البتہ بصیرتِ قلبی کی نشو و نما ہو تو یہ ناممکن نہیں۔ خداوند کریم کی توحید اور آنحضرت صلعم کی رسالت کے تسلیم کرنے والوں میں ایک طبقہ موجود ہے جو دیدارِ الٰہی، مشاہدۂ ذات کو ناممکن قرار دیتے ہیں اور اپنے دعویٰ کی دلیل میں یہ بات پیش کرتے ہیں کہ وَمَا مِنْ جَوْهَرٍ دِلّی وَجِسْمٍ۔ ذاتِ الٰہی جوہر اور جسم سے بے نیاز ہے اور وہ چیز جس پر جسم اور جوہر بھی لاگو نہ ہو جسمانی آنکھیں اُسے نہیں دیکھ سکتیں۔ فرمانِ الٰہی ہے لا تدرکه الابصار اِنَّهٗ لطیفٌ خبیرٌ جسمِ لطیف کو آپ کی مادّی آنکھیں دیکھنے سے قاصر ہیں اور ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ حضرت موسیٰؑ جیسے جلیل القدر رسل نے بھی اس بات کی استدعا فرمائی تھی ربِّ اَرِنِی اَنْظُرْ اِلَیْكَ۔ اے اللہ! مجھے عین الیقین کی منزل، ذاتی مشاہدہ یعنی دیدار سے مشرف فرما۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے: لَنْ تَرَانِی۔ اے موسیٰ! مجھے آپ نہیں دیکھ سکتے۔ حالانکہ حضرت موسیٰؑ پر وحی نازل ہوتی تھی۔ علم الیقین کی بناء پر توحید کا اقرار باللسان اور دل سے تصدیق تھا لیکن علم الیقین سے پیٹ نہیں بھرتا۔ عین الیقین کی استدعا ہوتی ہے۔ حضرتِ موسیٰؑ کو درخواست کرنے پر بھی یہ نعمت حاصل نہیں ہوتی لیکن شانِ محمدؐ کا اندازہ لگائیے استدعا اور درخواست کرنے کے بغیر ہی اس نعمت، سعادت یعنی شرفِ ملاقات سے فیض یاب ہوتے ہیں،

انٹرویو کہاں تھا؟ لامکان کی حقیقت کیا ہے؟ میں یہاں پر یہ بات زیرِ بحث نہیں لانا چاہتا۔ البتہ اس بات سے غرض ہے کہ ذاتِ الٰہی کا ہی یہ منشا ہوا کہ سید المرسلینؐ پر حقیقتِ خدا واضح ہو جائے۔ توحید کی اصلیت اور حقیقی معنوں سے آں جنابؐ رُوشناس ہوں۔ سواری کا بھی ذاتِ الٰہی کی طرف سے ہی اہتمام ہوتا ہے۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضؓ کے ارشاد کے مطابق واکرمتہٗ بالمخاطبۃ والمراقبۃ والمشافہۃ والمشاھدۃ والمعاینۃ بالبصر۔ سرورِ دو عالم صلعم نے ذاتِ الٰہی کا اس طرح مُشاہدہ کیا جس طرح متکلم اور مخاطب کے درمیان رُوئے سُخن ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی حقیقت کو چشم دید دیکھا۔ قاب قوسین او ادنیٰ کی رُو سے قُربِ الٰہی کا وہ درجہ حاصل ہوا جہاں بُعدِ منزل اور قُرب کا امتیاز ہی نہ رہا۔ اب یہاں پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ذاتِ الٰہی کے لئے کوئی مخصوص منزل اور مکان ہے؟ جب کہ وہ لامحدود اور لامکان کی منزل میں ہے۔ یہ منزل زمان و مکان سے بالاتر ہے۔ مکان اور زمان کا پیمانہ مادّی دُنیا کا پیمانہ ہے آنحضرت صلعم کا اِنٹرویو کہاں ہوتا ہے اور ذاتِ الٰہی کے مشاہدہ کرنے کے لئے اتنی منزل کیوں طے کرنی پڑی، جب کہ وہ اینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ اس کا جلوہ، اس کی کُرسی اس کا احاطہ، اس کا وجود ہر جگہ اور ہر منزل میں ہے۔ میں حصّے لامکان اس مسئلے کی بھی رسالہ ہٰذا میں وضاحت کرنے کی کوشش کروں گا۔ دوسرا مسئلہ یہ بھی غور طلب ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک لمحے میں اتنا لمبا سفر طے کیا۔ کہتے ہیں کہ ابھی دروازے کی کُنڈی حرکت میں ہی تھی۔ اس قسم کے چند اور مسائل بھی زیرِ بحث آئیں گے۔ میں ابھی طالبِ علمی کے ابتدائی درجے میں ہوں اور اس سطح پر میں نے جو کچھ سمجھا ہے اور ایسے لوگوں

کو، جنھیں تھوڑی سی معرفتِ الٰہی بھی حاصل ہے، ان کی خدمت کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ اس حیثیت میں ان مسائل کو واضح کرنے کی حتی الامکان کوشش کروں گا قبل اس کے کہ میں اُن چند مسائل کی وضاحت کروں جن کی طرف گذشتہ سطور میں اشارہ کیا گیا ہے، اس بات کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ علماء کا جو طبقہ عین الیقین سے سو فیصدی خالی ہو، وہ حقیقتِ خدا، رُوحِ اسلام اور زندگی کے مختلف شعبوں کے حقائق سے بے خبر ہوتے ہیں۔ انبیائے کرام، مرسلین، اولیاء اللہ، علمائے عالمین نے اگر دُنیا میں اخلاقی نظام بدلنے میں کامیابی حاصل کی۔ تو انھوں نے لاتعداد بنی نوعِ انسان کی تعمیرِ ایمان، اخلاق اور انسانیت میں دلچسپی لے کر اس منزل میں کامیابی حاصل کی تو وجہ صرف یہ تھی کہ انھوں نے علمِ شریعت کی حقیقتوں کو بھی سمجھا تھا۔ انھیں رُوحانی منزل میں علمِ نفسیات کا حقیقی رُوپ سمجھ میں آیا ہے۔ انھوں نے مسلمانوں اور باایمانوں میں انتشار اور تفرقہ نہیں ڈالا۔ اپنے مذہبی پلیٹ فارم قائم رکھنے، اپنے ذاتی، سیاسی اور اقتصادی اغراض کے لئے مسلمانوں کو ٹولیوں اور مختلف طبقوں میں تقسیم نہیں کیا۔ فروعی مسائل کی آڑ لے کر وحدتِ ملت میں رخنہ انداز اور خلل انداز نہ ہوئے۔ مذہب کے رُوپ میں فتنے اور فسادات قائم نہیں کئے۔ ان کی مسجدوں، زیارت گاہوں اور درس گاہوں میں حقیقی معنوں میں ایمان اور کردار کی تعمیر ہوتی تھی، انسانیت اور ایمان کا آپریشن ہوتا تھا اور عین الیقین کی منزل میں مذہبی رہنما ایمان کے مریضوں کے علاج سے واقف اور باخبر ہوتا ہے۔ لاتعداد اخلاقی مریض ان کے ہسپتال میں شفایاب ہوتے ہیں، ان کے اخلاق، عادات سُدھر جاتے ہیں۔ ان میں شفقتِ خلق اللہ اور انسانیت

کی بلند صفات پیدا ہوتی ہیں۔ وہ نفرت، حسد، لالچ، غرور، ریاکاری اور بُری عادات سے پرہیز کرتے ہیں۔ یہی لوگ اقوام و ملل کی تقدیریں بدلتے ہیں۔ حضرتِ غوث الاعظم رضؓ نے اپنی سطح پر، اور حضرتِ امیر کبیر سیّد علی ہمدانی رضؓ نے اہلِ کشمیر کی اخلاقی اور انسانیت کی تاریکی کو دُور کر کے نورِ ایمان سے مُنوّر فرمایا۔ آج ہمارے سامنے متعدد واعظین اور مبلّغین ہیں، مذہبی لیڈرشپ ہے، مُفتیانِ دین ہیں۔ امام صاحبان، درویش صاحبان اور پیر صاحبان ہیں۔ لیکن ہماری مسجدوں، زیارت گاہوں، خانقاہوں اور دار الفتویٰ سے ایک مُسلمان صحیح مُسلمان بن کر نہیں نکلتا۔ ہماری مساجد سے غلہ گیر، ذخیرہ اندوز، راشی ملازم، اجناس میں ملاوٹ کرنے والے، دُودھ میں پانی ملانے والے یا پاؤڈر بیچنے والے سیاسی غدّار نکلتے ہیں اور گفتار کے میدان میں توحید کے دعوے دار ہوتے ہیں۔ یہ لوگ بحث مباحثوں اور مذہبی مسائل سے واقف تو ضرور ہوتے ہیں لیکن گفتار کی منزل سے باہر ان کا قدم نہیں ہوتا! مذہب سے واقف ہونا اور مذہبی مسائل کا سمجھنا، میدانِ عمل میں کام کرنے والے کے پیشِ نظر ہوتا ہے لیکن واعظ کو گفتار سے ہی غرض ہوتی ہے۔ اس کے برعکس عارف، صوفی اور مردِ مومن کی صحبت سے عین الیقین والے رہنما سے بنی نوعِ انسان کی سیرت کی تعمیر ہوتی ہے، میدانِ عمل میں کام کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

خُداوندِ کریم نے سیّد المرسلین صلعم کو ابتدائی وحی کی منزل میں علم الیقین کی سطح پر اپنی ہستی کا تعارف کرا دیا۔ لیکن ایک خاص مدّت گزرنے پر سلطنتِ الٰہی کا مُشاہدہ کرنے کی دعوت دی۔ خُداوندِ کریم کی ہستی، وجود، ذاتِ الٰہی کا مشاہدہ کرنے کے لئے اتنا طویل سفر کرنا مقصود نہ تھا بلکہ خُدائیت اور سلطنتِ الٰہی کا مُشاہدہ کرنا

مطلوب تھا۔ خداوند کریم کی بجائے خدائیت کا انٹرویو ان کے پیشِ نظر تھا۔ اس سلسلے میں حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رض فرماتے ہیں: وَر اٰیتہ الکبریٰ خداوند کریم نے اپنے شاہی مہمان، رُوئے زمین اور کائنات کی مقتدر ہستی کو اپنی بڑی بڑی نشانیاں دکھائی ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے سُبحٰنَ الّذی اَسریٰ بعبدہٖ ... ... لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیاتِنا۔ ہم نے سرورِ دوعالم کو مسجدِ حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔ اس طرح سدرۃ المنتہیٰ، قاب قوسین وغیرہ تک انھوںؐ نے یہ سفرِ محمود طے کیا۔ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیاتِنا۔ تاکہ ہم ان کو اپنی بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں۔ اجرام فلکی اور نظامِ شمسی کے حالات سے آگاہ کریں۔ عطارد، مریخ، چاند، مختلف ستارے اور سیّاروں کے اُن حالات و عجائبات سے باخبر کریں جن کے مشاہدہ اور دیدار کے لئے بیسویں صدی کا سائینس داں تشنہ لب اور بے تاب ہے!

جس طرح زمین کی گاڑی میں لاتعداد جمادات، نباتات اور حیوانات موجود ہیں تین اور سب سے زیادہ بنی نوع انسان بہ حیثیتِ مسافر زمین کی گاڑی میں روزانہ اور سالانہ گردشِ سفر کر رہے ہیں۔ اس طرح اجرام فلکی اور نظامِ شمسی میں اَن گنت ستارے اور سیّارے موجود ہیں جن میں سیّارے باقاعدہ زمین کی طرح گھومتے نظر آتے ہیں لیکن تعجّب کا مقام ہے کہ اجرام فلکی اور نظامِ شمسی کے ٹریفک میں حادثہ نظر نہیں آتا۔ زمین سے بعض گاڑیاں بڑی اور بعض چھوٹی ہوں گی، بعض میں اسی طرح مخلوقات روزانہ اور سالانہ گردش اور زندگی کے آثار بھی ہوں گے قدرت کے اس وسیع کارخانے کے بارے میں فرمانِ الٰہی ہے: لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیاتِنا تاکہ ہم ایسی بلند ہستی کو، جو دین و دُنیا کا بادشاہ تھی، اپنی نشانیوں اور سلطنتِ الٰہی،

کا مشاہدہ کرائیں۔ اجرامِ فلکی میں ذاتِ الٰہی کی فرمانروائی، انتظامی امور اور نظم و نسق کا آنحضرت صلعم عینی مشاہدہ اور معائنہ فرمائیں۔ اس آیت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آنجناب صلعم کو خداوند کریم کے انٹرویو کی بجائے خدائیت اور سلطنتِ الٰہی کا انٹرویو تھا۔ دنیا کی ایک ایسی بڑی ہستی کے لئے جو دنیا کا اخلاقی، سیاسی، تہذیبی، تمدن اور معاشی تقدیر بدلنے آئی تھی، جن کی ذمہ داری میں یہ بات داخل تھی کہ وہ تمام بنی نوع انسان کی قیادت اور رہنمائی کر کے انھیں خوش حال، پُر سکون اور امن کی زندگی بسر کرنے کی راہِ عمل سے باخبر اور رُوشناس کریں۔ اخلاق، ایمان اور انسانیت کی صحت مند تعمیر کریں۔ ایسی ہستی کو قانونِ قدرت، سلطنتِ الٰہی اور امورِ مملکت کا تعارف کرانا ازبس ضروری تھا۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی کی تفسیر میں دوسرا مسئلہ جو زیرِ بحث آتا ہے وہ یہ کہ اتنی وسیع سلطنت، اجرامِ فلکی اور نظامِ شمسی کی سیر و سیاحت میں وقت صرف نہیں ہوا۔ چاند پر جانے کے لئے اپالو جیسے تیز رفتار راکٹ کو جب ایک ہفتہ سے زائد وقت صرف ہوتا ہے، جو صرف ڈھائی لاکھ میل کی منزل پر واقع ہے اور سائنس دانوں کی جدید تحقیقات کی رُو سے صرف سورج تک اس رفتار سے تین سو سال صرف ہوں گے۔ آنحضرت صلعم پوری سلطنتِ الٰہی میں گھومتے ہیں اور پھر وقت صرف نہیں ہوتا، ایک قابلِ غور مسئلہ ہے۔ بیسویں صدی میں علمائے ظاہر کی اس رائے سے ہمیں اتفاق نہیں کہ عقلِ انسان، ہر منزل اور مقامِ شریعت کے مسائل میں نارسا ہے جبکہ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟) اور اسی قسم کی بہت سی آیات موجود ہیں اور اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو آئینِ فطرت اور عقل سے باہر نہیں

البتہ وہ لوگ، جو عقل کی نعمت سے محروم ہوں، اُنھیں اپنی عقل کی روشنی میں سوچنے کی اجازت نہیں بلکہ دوسروں کی تقلید ہر معاملے میں ان کے لئے ضروری ہے۔ احمقوں کی عقل قابلِ بھروسہ نہیں۔ بعض لوگ شریعت کے معاملات میں عقل سے ذرا بھی کام نہیں لیتے۔ وہ موقعہ محل کا تقاضا نہیں سمجھتے بلکہ اندھا دُھند حُکمِ الٰہی اور سُنّتِ نبویؐ کی پیروی کرتے ہیں۔ صُوفیائے کرام اور روشن ضمیر مجتہد وقتی مصلحت، حکمتِ عملی، مُلکی اور وقتی ضرورت کو بھی فرائض اور واجبات کے بعد ملحوظِ نظر رکھتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے اجرامِ فلکی کی سیر و سیاحت ایک ایسی سواری پر فرمائی جو براق کے نام سے مشہور ہے۔ برق عربی میں بجلی کو کہتے ہیں۔ بادل چمکنا اور بجلی گرنا اس مفہوم کو عربی لفظ "برق" سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ یعنی وہ سواری جو برقی رفتار کی تھی۔ یہ بجلی ہی کی قوّت ہے کہ امریکہ سے سیکنڈ ول میں ریڈیو کی آواز آتی ہے۔ اس طرح سُورج کی کرنوں کی رفتار فی سیکنڈ کروڑوں میل ہے۔ بُراق وہ سواری جو خُدائی برقی رَو سے بنی ہے، کتنی تیز رفتار ہو گی؟ سُورج کی روشنی اور نور کی رفتار کے مقابلے میں اس کی رفتار کیا ہوگی، ابھی ہمارے ذہن میں پوری طرح اس کا تصوّر نہیں آسکتا! دوسرا امر، جو اس بارے میں قابلِ غور ہے، یہ ہے کہ وقت ایک اعتباری چیز ہے، نفس الامر میں اس کی کچھ حقیقت نہیں۔ اگر زمین کی روزانہ گردش نہ ہو، دن رات اور صبح و شام کا سلسلہ ختم ہو گا۔ وقت گھنٹوں، منٹوں اور سیکنڈوں کا وجود نہ ہو گا۔ زمین کے اپنے محور پر گھومنے سے ہی وقت وجود میں آتا ہے۔ یُونان کے فلاسفر اس بات کے قائل تھے کہ زمین اپنی جگہ پر ساکن ہے اور سُورج اس کے گرد گھومتا ہے اور اسی سے دن رات اور وقت وجود میں آتا ہے لیکن آج تمام سائنس دان اس بات پر متفق ہیں کہ زمین ہی سُورج کے گرد گھومتی ہے۔ جس وقت زمین اپنی جگہ پر ساکن ہے،

اس کی گردش رُک جائے تو وقت کا وجود اور ظہور ممکن ہی نہیں۔ اسلامی دُنیا کے بعض فلاسفروں اور مُفکرین کی رائے اس بارے میں یہ ہے کہ جس وقت کسی مُلک سے دوسرے مُلک کا کوئی برگزیدہ اور بلند مرتبہ کا شاہی مہمان یا سربراہ گزرتا ہے یعنی اس کا جلوس اور سواری گزرتی ہے تو شاہی مہمان یا سربراہ کے اعزاز میں مقامی حکومت ٹریفک بند کرتی ہے اور مہمان کا جلوس گزرنے تک راستہ بند ہوتا ہے۔ کاروں بسوں وغیرہ کو گھومنے کی اجازت نہیں ملتی۔ جب دُنیاوی حکمران طبقہ ایسا کرنے پر قادر ہے تو اجرامِ فلکی اور نظامِ شمسی کا فرمانروا جب دُنیا و آخرت کے بہت بڑے بادشاہ کو سیرِ افلاک کی دعوت دیتا ہے تو کیا وہ اجرامِ فلکی اور نظامِ شمسی کا ٹریفک بند کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا؟ کیا وہ سیّاروں کی روزانہ گردش بند کر کے قیدِ مکان اور زمان سے خارج نہیں کر سکتا؟ مکان اور زمان کا قانون اللہ پر لاگو نہیں ہو سکتا۔ وہ لامکان کا مکین ہے۔ اس طرح اس پر زمانہ نہیں گزرتا۔ زمانہ اور وقت اللہ کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں۔ اللہ کے لئے نہ ابتدا تھی نہ انتہا۔ نہ اس کے لئے اوّل اور آخر ہے۔ یہ اعتباری چیزیں ہیں اور مادّی نقطۂ نگاہ سے سوچنے والے ان کے تصوّر کے بغیر سوچ ہی نہیں سکتے۔ اللہ نے جب زمین کی گاڑی کو اپنی جگہ رُک جانے کا حکم صادر فرمایا ہوگا تو سال بھی گزر جائے سورج اور زمین اپنی جگہ نظر آئیں گے۔ صبح و شام وجود میں نہیں آ سکتے۔ جناب محمدؐ رسول اللہؐ کے معراج میں کوئی وقت نہیں گزرا۔ بات دراصل یہی ہوگی کہ شاہی مہمان کے لئے معراج کی تقریبِ سعید پر حرکتِ فلکیہ اور زمین کی روزانہ گردش بند ہوئی ہوگی! اکثر احادیث میں آیا ہے کہ آنحضرتؐ نے معراج کے سفر میں انبیا اور مرسلین کو شرفِ مُلاقات بخشا۔ ان کی شکل و صورت سے اپنے اصحاب کو آگاہ فرمایا۔ اس بارے میں سائینس دان بھی

اپنا تجربہ پیش کرتے ہیں اور اپنے انداز میں اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور یہ بات دلچسپ بھی ہے۔ اگرچہ ہم اس پر یقین نہیں رکھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے جس طرح آواز ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرتی ہے اور ہم اس بناء پر امریکہ کی آواز ریڈیو کے ذریعے سری نگر میں سُنتے ہیں۔ گذشتہ صدیوں میں بھی ہماری آواز فضا میں گھومتی تھی لیکن اس کی رفتار سُست تھی۔ آج بجلی کی لہریں سیکنڈوں میں اس آواز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچاتی ہیں اور آواز کو پکڑنے کا آلہ ہمارے پاس ہے۔ جس طرح آواز ایک جگہ سے دوسری جگہ گھومتی ہے اسی طرح بنی نوع انسان اور دیگر حیوانات کا عکس بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ گھومتا ہے۔ ٹیلی ویژن سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔ سائنسدانوں کا خیال ہے کہ بنی نوع انسان کی صورتوں، جلسوں، تاریخی کارناموں اور محفلوں کے عکس بھی فضا میں پرواز کرکے اجرام فلکی میں ستاروں اور سیاروں میں پہنچ جاتے ہیں۔ اجرام فلکی میں ایسے شفاف اور چمکدار ستارے اور سیارے ہیں جن میں آئینے سے بھی صاف زمین کے اجسام کی تصویریں منعکس ہوتی ہیں۔ وہاں سینما ہالوں، ریلوں اور فلموں کی طرح ہماری اصل صورتیں نظر آتی ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ کچھ ایسے سیارے اور ستارے اجرام فلکی میں موجود ہیں۔ جہاں ابھی صدیوں کے بعد مہابھارت اور صلیبی جنگ کے ریفلیکشن نظر آئیں گے اور ابھی یہ عکس اپنا سفر ہی طے کر رہے ہیں۔ بعض سیاروں اور ستاروں میں جنگ بدر اور جنگ احد کا عکس پہنچ گیا ہے۔ اس اصول کے پیش نظر وہ اس بات کے دعویدار ہیں کہ آج عصر نے حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور دیگر انبیائے کرام کا دیدار کیا اور ان کو اپنے اصلی روپ میں دیکھا۔ سائنس دان اس بات کے دعویدار ہیں کہ اگر ہم محنت کریں تو وہ وقت دور نہیں جب ہم تیز رفتار راکٹوں

پر سوار ہو کر کیمرہ سے ایسے عکسوں کی تصویریں اُتار کر جنگِ بدر، جنگِ اُحد، فتحِ مکہ، کربلا کی شہادت اور دوسرے مناظر کو عوام کے سامنے پیش کر سکتے ہیں کیونکہ یہ ریفلیکشن ابھی دورانِ سفر میں ہی ہیں اور منزل پر نہیں پہنچے ہیں لیکن بہ حیثیتِ مسلمان ہم سائینس دانوں کے عکسی وجود کے قائل نہیں بلکہ انبیائے کرام کے وجودِ حقیقی پر ایمان رکھتے ہیں۔ سائینس جس قدر ترقی کی منزل پر گامزن ہو رہا ہے، مذہبی عقائد پر اس قدر مہرِ تصدیق ثبت ہو رہی ہے بشرطیکہ مذہب بھی ایسا ہو جو تحریف شدہ نہ ہو اور اپنی اصلی شکل میں موجود ہو، حقیقی مذہب ہو۔ اجرامِ فلکی میں تمام سیاروں کی گردش کے لئے اپنی اپنی سڑکیں مقرر اور متعین ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے: والقمر قدرناہ منازل حتیٰ عاد کالعرجون القدیم لا الشمس ینبغی لھا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النھار وکل فی فلک یسبحون چاند کی گردش کے لئے اپنے منازل اور سڑکیں متعین اور مقرر ہیں اور یہ ناممکن ہے کہ سورج یا کسی اور سیارے کی سڑک پر اس کا گزر ہو اور ایک دوسرے سے ٹکراؤ ہو۔ کیونکہ حقیقی ٹریفک کنٹرولر نہایت ہوشیار اور حکمت والا ہے۔ لاتاخذہٗ سنۃ ولا نوم۔ اسے اونگھ اور نیند نہیں آتی۔ اس کا مشاہدہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ دربارِ الٰہی میں آنحضرت صلعم اس وقت ان الفاظ میں اس کا اظہار فرماتے ہیں جب سلطنتِ الٰہی اور خدائیت کا انٹرویو ہوتا ہے دوسرے الفاظ میں احکم الحاکمین کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کرتے ہیں۔ التحیات للّٰہ والصلوات والطیبات ہر قسم کی تعظیم و تکریم، عظمت اور بڑائی، جس کا ہم اظہار کرتے ہیں حقیقت میں اسی کی سزاوار ذاتِ الٰہی ہے۔ ہماری مالی و جانی اور ہر قسم کی عبادت کی حق دار وہی برگزیدہ ہستی ہے۔ عبادت سے مراد غلامی کی ہے۔ غلام ہر منزل اور مقام پر مالک اور آقا کے منشائے مطابق کام کرتا ہے دوسرے لفظوں میں فرمانِ نبوی صلعم میں اس بات کا اظہار ہوتا

ہے کہ میرا اُٹھنا بیٹھنا، سونا، رفتار، کردار سب کچھ اللہ کی رضا کے لئے ہے۔ میں نفسانی خواہشات، اقتدار، مال وزر کو ذاتِ الٰہی کے بغیر کسی اور کو بندگی کا سزاوار نہیں سمجھتا دربارِ الٰہی سے السّلام علیک یا ایّھا النبی ورحمۃ اللّٰہِ وبرکاتہ کا شرف حاصل ہوا۔ سلامتی کا تحفہ دربارِ الٰہی کی طرف سے ایک بیش بہا تحفہ تھا اور اس تحفے کی قدر و منزلت آنجناب صلعم ہی سمجھ سکتے تھے۔ سلامتی کے سامنے مال، زر، اقتدار اور دوسرے امور جن کو اہلِ دُنیا بڑائی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، بے قدر اور حقیر چیزیں ہیں۔ سرورِ دو عالم اس تحفے کو صرف اپنے لئے قبول نہیں فرماتے بلکہ دربارِ الٰہی میں اپنے شرکا کا بھی اظہار فرماتے ہیں۔ السّلام علینا وعلےٰ عباد اللّٰہِ الصالحین میری اس سلامتی کے فیوض و برکات میں صالح بندے بھی شریک اور شامل ہوں۔ آنجناب صلعم انفرادی اور ذاتی مفاد کو ہمیشہ قومی اور ملکی مفاد پر قربان فرما رہے تھے۔ اس بات کا اس بیان میں خاص درس ہے۔ اس فرمانِ نبوی صلعم سے عیسائیوں نے درس حاصل کیا لیکن ہم محروم رہے۔ ایک انگریز ڈاکٹر نے مُغلیہ خاندان کے ایک بادشاہ کا، جب بیماری میں، علاج کیا اور بادشاہ صحت یاب ہوا۔ اور بادشاہ نے انعام دینے کا ارادہ ظاہر کیا تو عیسائی ڈاکٹر اپنے ذاتی مفاد کی بجائے اپنے قومی مفاد کا مطالبہ کرتا ہے اور اس بات کی درخواست کرتا ہے کہ میرے مُلک سے جو ایسٹ انڈیا کمپنی آئی ہے اُس کا ٹیکس معاف کیا جائے، کمپنی کو زمین کا کچھ حصہ ڈاکٹر کے علاج و معالجہ کے معاوضہ میں دیا جائے۔ اگر ڈاکٹر ذاتی مفاد کا مطالبہ کرتا تو مال و زر سے اپنا ذاتی فائدہ اُٹھاتا لیکن اس سے قومی نقصان ہوتا۔ ڈاکٹر کے اس ذاتی مفاد کی قربانی سے ہندوستان میں انگریزوں نے اتنی بڑی سلطنت حاصل کی۔ ہم السّلام علینا وعلی عباد اللّٰہ الصالحین پڑھنے والے اپنے ذاتی اقتدار اور مالی فائدوں کے لئے قوم و ملت کو قربان کرتے

ہیں اور عوام سے غداری کرتے ہیں۔ حقیقت سمجھنے سے ہم موجودات کے حقائق، انسانیت
کی اعلیٰ منزل اور مقام سے آشنا ہوتے ہیں۔ بنی نوع انسان کو ہم گمراہی سے بچانے پر
قادر ہوتے ہیں۔ زندگی میں بہشت کا اطمینان حاصل ہوتا ہے پرسکون زندگی اور
خوش حالی میسّر ہوتی ہے۔ مردِ مومن کی نماز بھی الصّلوٰۃ معراج المومنین (نماز باایمان
بندوں کی معراج ہے) کے پیشِ نظر ایک بلند درجہ رکھتی ہے اور یہی نماز فرمانِ الٰہی کے
مطابق اِنَّ الصّلوٰۃ تنھیٰ عَنِ الفحشاءِ والمنکر۔ نماز ہی انسان کو تمام برائیوں
سے فحش اور نافرمانیوں سے روکتی ہے۔ اگر نماز پڑھنے کے بعد بھی ہم رشوت خوری،
غلہ گیری، ذخیرہ اندوزی اور قوم سے غداری کریں، قومی جائداد اور امانت کی خیانت کریں
تو وہ حقیقی نماز نہیں۔ جس نماز میں دیدارِ الٰہی ممکن نہ ہو، جس نماز سے ہماری روحانی
بیماریوں کا آپریشن نہ ہو، اُس کے بارے میں باری تعالےٰ فرماتا ہے فویلٌ للمصلّین الذین
ھُم عن صلوٰتھم ساھون۔ ویل ہے ایسے نماز گزاروں کے لئے جو نماز گذار کی حیثیت سے
اپنے فرائض منصبی کو بھول جاتے ہیں۔ ایک طرف سے اِیّاکَ نَعْبُدُ پڑھتے ہیں، دوسری
طرف اقتدار پرست، شخص پرست اور نفس پرست ہیں۔ اللہ اکبر زبان سے پڑھتے ہیں،
دل سے سماجی رسومات اور روایات، بیوی کا حکم اور نفسانی خواہشات کی پیروی کی بڑائی کا
اظہار کرتے ہیں۔ ایسی ہی نماز کے بارے میں علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں "ترا دل ہے صنم آشنا، تجھے کیا
ملے گا نماز میں! السّلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصّالحین کے الفاظ میں آنحضرتؐ معراج کے
فیض وبرکت میں باایمان اُمّت کو بھی شریک کرتے ہیں۔ جبرئیل امینؑ اس بات کی شہادت
دیتا ہے: اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد انّ محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ۔

خادمِ قوم وملت: پیرزادہ بدرالدین (سرپرست مسلم یوتھ فیڈریشن)